

## عقیدہ ختم نبوت کی عصری معنویت اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

### The Current Ideality of Belief in the Finality of Prophet hood and the Responsibilities of Muslims

Abdul Ghaffar

Associate Professor/Chairman Department of Fiqh&Shariah  
The Islamia University of Bahawalpur:  
abdul.ghaffar@iub.edu.pk

#### Abstract:

Allah Almighty distinguished the Prophets ﷺ by the distinctions of Prophethood from the common people. Muhammad ﷺ was given by Allah, a position of greatness which is beyond the reach of any human being. Between his two shoulders was the seal of prophethood which affirmed the divine command that he was the last prophet of Allah. After him, the door of prophethood has been locked forever, which is proved not only by Shariah texts but also by consensus of all the Islamic jurists. At the individual level, there is a need to strengthen the consciousness of love and obedience to the Prophet ﷺ. Good leadership and effective legislation are also needed at the national and international levels to highlight the goals of this crucial belief of Islam. The law of evidence must be effectively enforced to prevent the misuse of blasphemy law and it must be included in the the scope of slander.

**Keywords:** Finality of Prophet Hood, Blasphemy, Punishment, Responsibilities, Current Ideality, Legislation, Pakistan penal code.

تمہید

ختم نبوت دین اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ایک واضح عقیدہ ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ دین اسلام کی حقانیت، کاملیت اور ابدیت کا دعویٰ صرف عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ ممکن ہے۔ جہاں اہل اسلام کی حیات زندگی کے دیگر پہلو اُغیار کے اہداف پر ہیں وہیں وہ پر مسلمانوں کے جسم سے روح محمدی ﷺ کو نکالنے کے لیے اپنی سرتوڑ کوششوں میں مصروف ہے کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ یہی وہ بنیاد ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس پر امت مسلمہ کی بقا کا دار و مدار ہے۔ امت مسلمہ کے معروضی حالات کا تقاضا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے فروغ اور اس کی آبیاری کے لئے انفرادی اور اجتماعی سطح پر جدوجہد کی جائے۔

صائب الرائے افراد بالخصوص محراب و ممبر سے وابستہ افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس میں یہ شعور بیدار کریں کہ جرم سزا کا تعین عدالتی اور حکومتی ذمہ داری ہے۔ توہین رسالت سے متعلق قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ قانون شہادت کو مؤثر انداز میں لاگو کیا جائے۔

موجودہ منظر نامے میں ذرائع ابلاغ ایک اہم اور مؤثر ادارہ ہے جو حالات کا رخ کا تعین کرنے میں فعال کردار ادا کرتا ہے۔ اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں ذرائع ابلاغ کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو یہ ایمانیات کے ساتھ انسانوں کی اخلاقیات کو بھی پامال کرنے کا سبب بنتا ہے۔ انفرادی سطح پر حب رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ کا شعور پختہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ختم نبوت کے مقاصد اجاگر کرنے کے لئے صالح قیادت اور مؤثر قانون سازی بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

### عقیدہ ختم نبوت کا مفہوم نصوص شرعیہ کے تناظر میں

اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام علیہم السلام کو امتیازات نبوت عطا کر کے انہیں عام انسانوں سے ممتاز پیدا کیا۔ حضرت محمد ﷺ کو اللہ رب العزت نے عظمت و رفعت کا وہ بلند مقام عطا کیا کہ جس تک کسی فرد یا بشر کی رسائی ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو اس حکم ایزدی کی تصدیق کرتی تھی کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے مقفل کر دیا گیا ہے۔ ختم نبوت مسلمانوں کا ایک ایسا اجماعی مسئلہ ہے جو نہ صرف نصوص شرعیہ سے ثابت ہے بلکہ عقل سے بھی ثابت ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی بھی حوالہ سے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں شامل ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں۔ قرآن حکیم اور احادیث متواترہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ امت محمدیہ ﷺ کا پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلامی تاریخ کی پہلی جنگ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلحہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی۔

قرآن وحدیث اور اجماع سے یہ بات واضح ہے کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین میں معنی تسلیم کرنا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی و رسول کی بعثت نہ ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی۔ اس سے اختلاف کرنا، قرآن وحدیث اور اجماع امت کی مخالفت کرنا ہے۔ قرآن حکیم میں سو سے زائد واضح آیات ختم نبوت کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ سورۃ الاحزاب کی مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ ہو جو آیت ختم نبوت کے نام سے بھی موسوم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔<sup>1</sup>

"محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

مذکورہ بالا آیت مبارکہ جو ختم نبوت کے حوالہ سے قطعی اور برہان جلی ہے جو صراحت کے ساتھ حضور ﷺ کو آخری نبی اور انبیاء کا ختم کرنے والا ظاہر کر رہی ہے۔ خاتم مہر کو کہتے ہیں اور مہر آخری عمل ہی کو کہا جاتا ہے، یعنی آپ ﷺ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ کر دیا گیا، آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ نبی نہیں کذاب و دجال ہوگا۔ ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ اسی آیت سے جو ختم نبوت کے مفہوم میں واضح ہے، اجرائے نبوت کا مفہوم کشید کیا جاتا ہے کہ جس طرح ڈاک خانے سے مہر لگ لگ کر خطوط جاری ہوتے ہیں، اسی طرح نبی کریم ﷺ کی مہر سے نبوت عطا ہوتی ہے۔

مذکورہ معنی عربی زبان ولغت کے خلاف ہے۔ عربی لغت میں ختم یا خاتم کا لفظ آخری عمل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ختم الٹی کا مطلب چیز پر مہر لگانا نہیں بلکہ شے کا بالکل خاتمہ ہے۔ عربی زبان میں خاتم کے معنی یہی ہیں۔ کسی جماعت کے خاتم یا خاتمہ دونوں کے معنی ان کے آخر کے ہیں اور محمد رسول ﷺ انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں۔ خاتم قوم اور خاتمہ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ یعنی قوم کا آخری فرد اور خاتم النبیین کے بھی یہی معنی ہیں۔<sup>2</sup>

<sup>1</sup> الاحزاب ۳۳:۲۰

Al-Qurān 33:40

<sup>2</sup> الافریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صبار، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۱۲ھ، ۲۵/۴۔  
Al-Afriqī, IbnManzūr, Muhammad IbnMukarram, Lisān Al-Ārab, DārSār, Beirūt, Third Edition 1414 AH, 4/25.

جمہور مفسرین کا اتفاق ہے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔" اس حدیث مبارکہ میں آنحضرت ﷺ نے لفظ "خاتم النبیین" کی تفسیر "الانبی بعدی" کے ساتھ خود فرمادی ہے۔ اسی لئے حافظ ابن کثیرؒ مذکورہ آیت مبارکہ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ: "اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے حدیث متواتر کے ذریعہ خبر دی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ کے بعد جس نے بھی اس مقام کا دعویٰ کیا وہ بہت جھوٹا، بہت بڑا افترا پر داز، بڑا ہی مکار اور فریبی، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہوگا، اگرچہ وہ خوارق عادات اور شعبہ بازی دکھائے اور مختلف قسم کے جادو اور طلسماتی کرشموں کا مظاہرہ کیوں نہ کرے۔"<sup>4</sup>

حافظ ابن کثیرؒ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں: "کہ جب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو رسول تو بطریق اولیٰ نہیں آسکتا، اس لیے کہ مقام رسالت تو خاص ہے مقام نبوت سے، ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا، اور ختم نبوت پر آپ ﷺ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں، جن کو صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔"<sup>5</sup> ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اللہ نے نبوت ختم کر دی اور اس پر مہر لگادی ہے پس اب قیامت تک اس کو کوئی نہیں کھول سکتا۔<sup>6</sup> علامہ سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی میں آیت خاتم النبیین کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ "رسول اللہ

<sup>3</sup> أبو داود سليمان بن الأشعث، السنن، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلها، حدیث نمبر ۴۲۵۲  
AbûDāwûdSulāimānIbn Al-ashath, Sunan, Kitāb Al-Fittanwa Al-Malāhim, BābZikre al-fitanwaDalāiluha, Hadith No.4252.

<sup>4</sup> ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹م، ۳/۴۹۴  
Ibn Kathīr, Ismā'il Bin Umar, Tafsīr Al-Qur'ān Al-Azīm, DārTayībah Lil Nashrewat-taūzī', 1999 AD, 3/494.

<sup>5</sup> أيضاً، 6/428

Ibid, 6/428

<sup>6</sup> الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تأویل القرآن، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۲۰۰۰م، ص ۲۷۸۔

ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے، احادیث نبویہ نے جس کو واشکاف طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔<sup>7</sup> ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا.<sup>8</sup>  
 "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر کے اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔"

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بیان فرمایا کہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے۔ اب قیامت تک اس میں ترمیم اور حذف و اضافہ کی نہ ہی گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔ قیامت تک یہ امت کسی اور دین، نبی یا کتاب کی محتاج نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ.<sup>9</sup>  
 "آپ کہ دیجیے! اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔"

اس آیت صراحت ہے کہ آپ ﷺ زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے رسول ہیں، قیامت تک جو بھی انسان پیدا ہو گا آپ ﷺ کی امت میں داخل ہو گا اور اس کا فرض ہو گا کہ آپ ﷺ کے لئے ہوئے دین کی پیروی کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو دنیا جہان کے لوگوں کے لئے باعثِ رحمت بنا کر مبعوث کیا۔<sup>10</sup> مذکورہ بالا آیات مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت عام ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی

Al-Tabarī, Muhammad ibn Jarīr, Jami 'al-Bīyān fī Tawīl Al-Qur'ān, Moussāt al-Risalāh, Beirūt, 2000 AD, p.278.

<sup>7</sup> الألويسي، شهاب الدين محمود بن عبد الله، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني،

دار الكتب العلمية - بيروت، ۱۴۱۵ هـ، 39/22

Al-Alûsi, Shahāb-ud-Dīn Mahmūd bin Abdullah Dār Al-Kitāb Al-'alamīya, Beirūt, 1415 AH, 22/39

<sup>8</sup> المائدة، ۳:۵

Al-Qurān, 5:3

<sup>9</sup> الاعراف، ۱۵۸:۷

Al-Qurān, 7:158

نبی و رسول کو نہیں آنا اور خدا کا دین مکمل کر دیا گیا ہے۔ ختم نبوت پر قرآنی آیات کے علاوہ متعدد احادیث سے بھی آپ ﷺ کے آخر الانبیاء ہونے کی وضاحت ہوتی ہے جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت و رسالت منقطع ہو چکا ہے اور اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے چند احادیث کو ذکر کیا جاتا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ

وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.<sup>11</sup>

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں اور بتوں کی پرستش کریں، اور میری امت میں عنقریب تیس کذاب نمودار ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ " مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ

بِهِ، وَيَعْبُجُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ، قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ "<sup>12</sup>

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر تعجب سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی، تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔"

<sup>10</sup> الانبیاء، ۲۱: ۱۰۷

Al-Qurān, 21:107

<sup>11</sup> الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، بابُ مَا جَاءَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ كَذَّابُونَ، حدیث نمبر ۲۲۱۹ Al-Tirmidhī, Muhammad ibn 'isā, Al-Sunan, BābMāJā'la la taqômu al-sā'atuhātāyakhrujukazābôun, Hadith No. 2219.

<sup>12</sup> البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ ﷺ، حدیث نمبر ۳۵۳۵۔ Al-Bukhārī, Muhammad ibnIsmā'īl, Al-Jami'u al-Sahih, BābKhātim al-Nabīyyīn, (PBUH), Hadith No. 3535.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَهْرًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخَتَمَ بِي النَّبِيُّونَ" <sup>13</sup> " رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دیگر انبیاء پر چھ چیزوں کے ذریعے سے فضیلت دی گئی ہے: مجھے جوامع الکلم بنایا گیا ہے، دشمن پر رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے، میرے لیے اموالِ غنیمت حلال کر دیے گئے ہیں، میرے لیے روئے زمین کو پاک اور مسجد قرار دیا گیا ہے، مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور میرے ذریعے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔"

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيٍّ، <sup>14</sup>

" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا ہے میرے بعد کوئی رسول اور نبی نہیں۔"

مذکورہ بالا احادیث میں صراحتاً یہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ بھی کرے گا تو وہ شخص کذاب ہوگا۔ ان احادیث میں آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے شمار کیا گیا ہے۔ اتنی صراحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس عقیدہ کا قائل نہیں تو وہ ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ امام غزالی نے اپنی کتاب "الاقتصاد فی الاعتقاد" میں اس مسئلہ پر امت کا اجماع بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امت نے بالاجماع لفظ خاتم النبیین سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اس بات پر اجماع امت ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اس کا منکر اجماع کا منکر ہوگا۔" <sup>15</sup>

<sup>13</sup> القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع، باب جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَهْرًا وَمَسْجِدًا، حدیث نمبر ۵۲۱۔  
Al-Qushairī, Muslim IbnHajjāj, Al-Jami'u, BābJuiltu Li al-arze Masjidan wa tahuran, Hadith no.521.

<sup>14</sup> الترمذی، السنن، ابواب الرؤیاء، حدیث نمبر ۲۲۲۔  
Al-Tirmidhī, Al-Sunan, Abwāb al-roūyā', Hadith No. 2272.

<sup>15</sup> الغزالی، محمد بن محمد، الاقتصاد فی الاعتقاد، دارالکتب العلمیة بیروت، لبنان، ص ۱۳۷۔  
Al-Ghazalī, Muhammad ibn Muhammad, Al-IqtisādFī al-'itiqād, Dār Al-Kitub Al-ilmīya, Beirūt, Lebanān, p. 137.

خلاصہ کلام یہ کہ نقلی دلائل قرآن و سنت اور اجماع سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور البقی امت تک کیلئے نبوت کا دروازہ بند کیا جا چکا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا وہ بنیادی عقیدہ ہے جس میں معمولی سا شبہ بھی قابل برداشت نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص کسی مدعی سے دعویٰ نبوت کی دلیل طلب کرے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے، کیونکہ دلیل طلب کر کے اس نے اجرائے نبوت کے امکان کا عقیدہ رکھا۔

### عقیدہ ختم نبوت کی عقلی توجیہ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ دین قیامت تک باقی رہے گا۔ ظاہری اسباب بھی یہی بتا رہے ہیں کہ اسلام دائمی اور ابدی دین ہے اور کتاب و سنت ہدایت کے ایسے سرچشمے ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتے۔ آب حیات کے ان لافانی چشموں کے ہوتے ہوئے کسی نبی کے وجود کی پیاس ایسی طلب ہے جو دل و دماغ کی بیماری اور عقل و فہم کی نقص کی علامت ہے۔ بالفرض کسی نئے نبی کی بعثت کو مان لیا جائے تو فطرتاً ہی سوال پیدا ہو گا کہ اس کا مقصد بعثت کیا ہو گا۔

• شریعت محمد ﷺ کو منسوخ کر کے نئی شریعت کی تعلیم دینا۔

• شریعت محمدیہ ﷺ کا اجراء کرنا۔

اگر مذکورہ پہلی صورت فرض کی جائے تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت کیا ہے۔ قرآن و سنت سراپا ہدایت ہیں۔ ان میں کیا کمی ہے جس کی تکمیل کسی نئی کتاب اور نئے نبی کے ذریعے کی جائے۔ جو شخص بھی اسلام کا مدعی ہے ہر گز یہ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ قرآن و حدیث ہدایت کیلئے ناکافی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کے لیے بھی یہ بات کہنا مشکل ہے۔ جو شخص ایسا کہتا ہے اس کے ذمہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کو ہدایت کے لیے ناکافی یا ناقص ثابت کرے۔ دوسری صورت اختیار کرنے پر بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی تشریح و تفصیل کے لیے کسی نبی کے آنے کی کیا حاجت ہے۔ اگر امتی اس بیان و تشریح سے عاجز و قاصر ہے تو ہر زمانہ میں کسی نہ کسی نبی کا وجود لازم ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے جس کی غلطی مشاہدے سے ثابت ہے۔

علاوہ ازیں نبی کی موجودگی کی صورت میں عادتاً بھی یہ ناممکن و محال ہے کہ وہ ہر شخص کے سامنے پیش آنے والے ہر جزئی مسئلہ کی متعلق قرآن و حدیث کا بیان اور اس کی تشریح پیش کرے۔ ذرائع خبر رسانی کی اتنی ترقی کے باوجود ایک شخص کے لیے یہ ناممکن ہے کہ کروڑوں سوالات کا جواب روزانہ دیتا رہے۔ خود نبی کریم ﷺ کے مبارک دور میں بہت سے مسائل و جزئیات کے متعلق مسلمانوں کو اجتہاد کرنا پڑا۔ اس قسم کے مسائل کی تعداد اگرچہ قلیل ہے مگر پھر

بھی خاصی ہے جن میں صحابہ کرام نے خود اجتہاد کیا اور نصوص کا بیان اپنی فہم سے کیا ہے۔ یہ صرف صحابہ کرام کا فعل ہی نہیں بلکہ خود نبی کریم ﷺ نے اس طریق کار کی تعلیم دی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت آنحضور ﷺ نے نص صریح کی عدم موجودگی کی صورت میں انہیں اجتہاد و استنباط کی ہدایت فرمائی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر جزئی مسئلہ کی تشریح کے لیے نبی کی احتیاج نہیں، بلکہ نبی کے بیان کی احتیاج ایک خاص دائرہ تک محدود ہے۔ اس دائرے کی وسعت کے متعلق عقل خالص پہلے سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ مگر نبی کے تشریف لے جانے کے بعد وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس کے حدود ختم ہو چکے ہیں اور اس کے بعد کسی دوسرے نبی کا اس مقصد سے آنا بالکل بے ضرورت ہے اور جب تک دلیل شرعی قطعی و یقینی سے کسی نبی کی ضرورت و احتیاج نہ ہو جائے۔ اس وقت تک وہ اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ اگر امت بعض مسائل کے متعلق قرآن و حدیث کی تشریح خود کر سکتی ہے تو غیر منصوص مسائل میں سے ایسا کرنے سے کون مانع ہے اور اس کی اس استطاعت کے بعد کسی نبی کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔<sup>16</sup>

ختم نبوت کے متعلق نقلی و عقلی دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین باری معنی تسلیم کرنا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی و رسول کی بعثت نہ ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی۔ قرآن حکیم، احادیث متواترہ، اجماع کے ہوتے ہوئے عقل بھی اس کو تسلیم کرتی ہے۔ اس سے اختلاف کرنا امت محمدیہ کی مخالفت، عقل و خرد سے بغاوت اور فہم و فراست سے انحراف ہے۔

### عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت

ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ کے اجماعی عقائد میں سے ایک ہے۔ عہد نبوت سے لے کر آج تک ہر مسلمان کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضور ﷺ بلا کسی تاویل و تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔ اگر آپ ﷺ کو آخر الانبیاء تسلیم نہ کیا جائے تو دین اسلام کی کاملیت کا دعویٰ بے بنیاد ہو کر رہ جاتا ہے۔ مفتی محمد شفیع نے اپنی کتاب "ختم نبوت کامل" میں ننانوے قرآنی آیات کو یکجا جمع کیا ہے جو عقیدہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔<sup>17</sup> ابن حزم اپنی کتاب

<sup>16</sup> صدیقی، محمد اسحاق، مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں احتساب قادیانیت، ناصر زین پریس لاہور ۲۰۱۰ء، 440/34  
Siddiqi, Muhammad Ishāq, Mas'ala Khatme Nabuat' ilmwa 'qalki Rûshnīmīn, Ehtisāb Qadiyāniyat, Nasir Zain Press Lahore, 2010 AD, 34/440.

<sup>17</sup> مفتی، محمد شفیع، ختم نبوت کامل، ادارہ المعارف، کراچی، س۔ن۔ آیت نمبر 99 ص 196

الملل والنحل میں رقمطراز ہیں کہ "جن لوگوں نے آپ ﷺ کی نبوت، معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے، ان میں کثیر لوگوں کی نقل سے آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"<sup>18</sup>

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لیے متعدد جنگیں لڑی گئیں، اسلام کی تاریخ میں عقیدہ ختم نبوت کے دفاع میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں خلافت میں مسیلمہ کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ اور تابعین کی تعداد بارہ سو ہے۔<sup>19</sup> خلاصہ کلام یہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے نفوس قدسیہ کو قربان کر کے، اس کا بھرپور تحفظ کیا ہے اور کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ کیا اسی طرح قرآن مجید کی متعدد آیات مبارکہ، احادیث نبوی ﷺ کے تواتر اور امت مسلمہ کے متفقہ اجماع سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔

### عقیدہ ختم نبوت کے فروغ میں مسلمانوں کی انفرادی ذمہ داریاں

عقیدہ ختم نبوت کی ذمہ داری کے حوالہ سے اگر بات کی جائے تو سب سے پہلے بحیثیت مسلمان تعلیمات نبوی ﷺ کی طرف رجوع کرنے سے ہی ایک مسلم اپنی اس ذمہ داری کو اور اپنے فرائض کی تکمیل احسن طریقہ سے سرانجام دے سکتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ایک کلمہ گو کو آزاد نہیں چھوڑا ہے بلکہ زندگی کے ہر معاملہ میں اسوہ رسول ﷺ کی پیروی کو لازم ٹھہرایا ہے ہر شخص پر اس کی استطاعت کے مطابق ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ بالخصوص اس وقت ذمہ داری کا مطالبہ زیادہ ہو جاتا ہے جب معاملہ نہایت نازک ہو اور عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا جزو ایمان ہے اسی پر دین اسلام کی عمارت کی شان و شوکت سے قائم و دائم ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر ختم نبوت کے حوالہ سے ہم پر جو انفرادی و اجتماعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی اور اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

Muftī, Muhammad Shafī, KhatmeNabûatKāmil, IdārahAl-Ma'ārif,Karachi, āyat no 99 p.196

<sup>18</sup> الظاہری، ابن حزم، علی بن احمد، الفصل فی الملل والأہواء والنحل، مکتبۃ الخانجی، القاہرۃ، س۔ن۔ 78/4  
Al-Zāhirī, IbnHazzam, Ali ibn Ahmad, Al-FasleFī Al-Milalwal-'ahwā wan-nahal, Maktabah Al-Khānjī, Al-Qāhirah ,4/78.

<sup>19</sup> مفتی محمد شفیع، ختم نبوت کامل، ص ۳۰۴

Muftī, MuhammadShafī, KhatmeNabûatKāmil, p.304.

## اطاعت و اتباع رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نزول کتاب کے ساتھ اس کی تشریح و توضیح بھی فرمائی اور اس کا عملی نمونہ پیش کرنے کے لیے اپنے پیغمبروں اور رسولوں کو بھیجا۔ انبیاء کرام کی حیثیت مرضیات خداوندی کے ترجمان کی ہے اور ان کا حق ہے کہ ان کی اطاعت و اتباع کی جائے۔ دین اللہ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کے احکام کی پیروی کا نام ہے اور جب تک دونوں کی اطاعت نہیں ہوگی اس وقت تک دین مکمل نہیں ہوگا۔ قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو بھی جناب نبی کریم ﷺ کی اطاعت پر موقوف کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں قرآن مجید نے صاف طور پر کہا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی اہل ایمان کے لیے سراپا نمونہ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ہے۔<sup>20</sup> نیز آپ ﷺ کی اتباع ہی اللہ کو محبوب رکھنے کا معیار اور خود اللہ کے محبوب بننے کا ذریعہ و وسیلہ بھی ہے۔<sup>21</sup>

ختم نبوت کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں سنت رسول اللہ ﷺ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے نہ پائے اور زبانِ حُبِ نبی کے دعویٰ سے سرشار رہے۔ انفرادی طور پر ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہماری عملی زندگی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع سے خالی اور عبادتیں بے روح ہیں۔ مسلمانوں کی اخلاقی پستی غیر مسلم معاشرہ کو بھی شرمندہ کرتی ہے۔ معاملات میں ہم اس قدر رکھوئے ہوئے ہیں کہ ہم حلال و حرام کی سرحدوں سے بھی بے پرواہ ہو چکے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام بھی ہم سے معاملات کرنے میں تامل کرتی ہیں، غرض ہمارا دین صرف کتابوں میں ہے اور ہماری زندگیوں میں نظر نہیں آتا۔ لہذا عصر حاضر کا تناظر میں سب سے اہم مسئلہ یہی ہے کہ ہم عملی طور پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کا راستہ اختیار کریں۔

<sup>20</sup> البقرة، 2:21

Al-Qurān 2:21

<sup>21</sup> ال عمران، 3:31

Al-Qurān 3:31

## حُبِ رَسُولِ ﷺ کے عصری و مذہبی تقاضے

ختم نبوت کے حوالہ سے سب سے پہلی ذمہ داری یہی ہے کہ ہر مسلم کا دل حب رسول ﷺ کے جذبہ سے سرشار ہو آپ ﷺ کی ذات اقدس سے محبت ایمان کی بنیادی شرط ہے اور اہل ایمان کے اعمال حسنہ کی بنیاد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی اولاد، اپنے والدین اور باقی تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرتا ہو۔"<sup>22</sup>

محبت رسول ﷺ کا پیمانہ آپ ﷺ نے اپنے ارشاد مبارک سے واضح فرمادیا کہ میری محبت ہی ایمان کی بنیادی شرط ہے۔ حب رسول ﷺ کا دعویٰ ہے تو عملی طور پر اس کا مظاہرہ بھی ہونا چاہیے یعنی زندگی کے تمام معاملات میں اور اہل ایمان کے ہر قول، فعل اور عمل سے آپ ﷺ کی محبت کا اظہار ہو۔ درحقیقت حب رسول ﷺ کا حقیقی معیار اتباع رسول ﷺ ہی ہے۔ اس حقیقت کو آپ ﷺ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبِي، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَنْ يَا أَبِي؟ قَالَ: «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى»<sup>23</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہو گا سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا انکار کر دیا۔

دوسری جگہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کر دے۔"<sup>24</sup> حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے

<sup>22</sup> البخاری، الجامع، بَابُ حُبِّ الرَّسُولِ ﷺ مِنَ الْإِيمَانِ، حدیث نمبر ۱۲۔

Al-Bukhārī, Al-Jami'u, Bāb Hubu al-rasūl ﷺ min al-imān, Hadith No. 14.

<sup>23</sup> ایضاً، بَابُ الْإِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حدیث نمبر ۷۲۸۔

Ibid, Bāb al-iqtidā bi-sunan rasūlillah, (PBUH), Hadith No. 7280.

<sup>24</sup> التبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، حدیث نمبر ۱۶۷۔

Al-Tabrizī, Muhammad Bin Abdullah, Mishāt Al-Masābīh, Bāb Al-Etesām Bil Kitāb Wal Sunnah, Hadith No. 167.

فرمایا جو کچھ کہہ رہے ہو، سوچ سمجھ کر کہو۔ تو اس نے تین دفعہ کہا، خدا کی قسم مجھے آپ ﷺ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے محبوب رکھتے ہو تو پھر فقر و فاقہ کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے فقر و فاقہ اس کی طرف اس سے زیادہ تیزی سے آتا ہے جیسی تیزی سے پانی بلندی سے نشیب کی طرف بہتا ہے۔<sup>25</sup>

حُب رسول ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کے تمام معاملات میں آپ ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ وہ محبت جو سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا نہ سکھائے محض دھوکہ اور فریب ہے۔ وہ محبت جو رسول اکرم ﷺ کی اطاعت و پیروی نہ سکھائے، وہ محض لفاظی اور نفاق ہے۔ بنیادی طور پر ہماری پہلی اور اولین ذمہ داری یہی عائد ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے فرامین کی اتباع کرتے ہوئے اپنی زندگی کو سنت رسول ﷺ کے مطابق اپنائیں، درحقیقت اتباع رسول ﷺ ہی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

### فروغی مسائل میں وسعت قلبی کی ضرورت

عالم اسلام اس وقت جس مذہبی اور سیاسی انتشار کا شکار ہے ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ حالات اور وقت اتحاد امت کا تقاضا کر رہے ہیں کہ ہر قسم کے گروہوں کے حصار اور سیاسی و مذہبی منافرت کی دلدل سے چھٹکارہ پا کر اسلام کے اس عظیم اور وسیع قلعہ میں پناہ گزین ہوں جو دینی و دنیوی ترقی و خوشحالی کا ضامن ہے اور امن و سلامتی، الفت و مودت کا پیغام دیتا ہے۔ اگر ہم ملک و قوم کی بقا اور استحکام چاہتے ہیں تو ہمیں ان گروہ بندیوں، نسلی و لسانی تعصبات سے پاک ہو کر ملت اسلامیہ کی بالادستی کے لئے کام کرنا ہوگا۔

داخلی نا اتفاقی کا شاخسانہ امت مسلمہ کو بھگتنا پڑ رہا ہے کہ جہاں اہل اسلام کا رعب و دبدبہ اتنا کہ کسی غیر مسلم کو آنکھ اٹھانے کی جرات نہ تھی اس کے برعکس آج مسلمان اپنی نا اتفاقیوں کی بدولت اپنے رعب اور جلال ایمانی سے محروم ہو کر کمزور و ناتواں ہو چکا ہے۔ دشمنان اسلام کی جرات اس قدر بڑھ گئی کہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے میں کوئی عار و شرمندگی محسوس نہیں کرتا اور دنیائے عالم کے مسلمان کوئی ٹھوس اقدامات اٹھانے سے قاصر نظر آتے ہیں جس کا سبب تعلیمات نبوی ﷺ سے کنارہ کشی ہے۔ لہذا عصر حاضر میں ضروری ہے کہ ہر

<sup>25</sup> الترمذی، السنن، باب ما جاء فی فضل الفقر، حدیث نمبر ۲۳۵۰۔

مسلمان تعلیم نبوی پر عمل پیرا ہو کر، مذہبی منافرت کو بھلا کر، اتحاد عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمنان اسلام کی سازشوں کا منہ توڑ جواب دیں اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے آپ ﷺ کا حقیقی امتی ہونے کا ثبوت دیں۔

مسلمانوں کی باہمی قلبی مودت و محبت کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں، اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ یعنی آنکھ کو تکلیف ہو تو سارا جسم اسے محسوس کرتا ہے اور اگر پاؤں کو کو درد تو جسم کے تمام اعضاء اسے محسوس کرتے ہیں۔" 26 رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو قائم رکھنے کے لیے قرآن و حدیث کو بنیاد اور کلید قرار دیا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ایک مسلمان کبھی بھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ 27 ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم امت کے افتراق کے اصل اسباب کو تلاش کریں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کریں کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی کی تلقین فرمائی ہے اور اس حوالے سے ہماری یہی دینی و ملی ذمہ داری ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا بھرپور دفاع بھی اسی وقت ممکن ہے جب مسلمان آپس میں یکجا ہوں گے اور باطل قوتوں کے مقابلہ میں متحد ہوں گے۔

### عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں ریاست بہاولپور کا امتیاز

برصغیر پاک و ہند کی دوسری بڑی اسلامی ریاست بہاولپور کی بنیاد 1727ء میں نواب صادق محمد خان عباسی اول نے رکھی اور تحصیل لیاقت پور کا قصبہ اللہ آباد ریاست کا پہلا دارالحکومت قرار پایا۔ برصغیر کی تقریباً چھ سو ریاستوں میں سے ریاست بہاول پور کا نمبر بالحاظ مرتبہ بائیسواں تھا اس کے فرما و استرہ توپوں کی سلامی پاتے تھے اور خود مختار ہونے کی حیثیت سے اپنا ٹکسال و سکہ بھی رکھتے تھے۔ یہ ریاست دولت خداداد کہلاتی تھی۔ حکومت برطانیہ ریاست بہاولپور کو کس قدر اہمیت دیتی تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 1937ء میں جارج ششم (1937ء-1952ء) کی تاجپوشی کی تقریب میں شرکت کے لیے ہندوستان کے تقریباً چھ سو والیان ریاست میں سے صرف چھ حکمرانوں کو مدعو کیا گیا جن میں نواب آف بہاولپور بھی شامل تھے۔ نوابان بہاولپور نے اسلامی تعلیم و تہذیب کی ترویج

26 البخاری، الجامع، باب رحمة الناس والبهائم، حدیث نمبر 6011.

Al-Bukhārī, Al-Jami'u, Bābrahmat al-nāswaal-bahā'im, Hadith No. 6011.

27 الاصبیحی، مالک بن انس، مؤطا، باب النهی عن القول القدر، حدیث نمبر 3338.

Al-Asbahī, MālikibnAnas, Mu'ta, Bāb al-Nahyu 'an al-Qaûl al-Qadr, Hadith No. 3338.

واشاعت میں گراں قدر خدمات انجام دیں جو تاریخ کے اوراق میں آج بھی محفوظ ہیں۔ مقالہ ہذا کا موضوع چونکہ ختم نبوت ہے چنانچہ اس سلسلے میں خصوصاً نواب آف بہاولپور سردار محمد خان پنجم عباسی کی خدمات تو آپ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ بعد ازاں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو 7 ستمبر 1974ء کو غیر مسلم قرار دیا تھا جبکہ اسلامی فلاجی ریاست بہاولپور نے تو 1935ء میں ہی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ قادیانیوں اور احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا یہ تاریخی فیصلہ مقدمہ بہاولپور کے نام سے موسوم ہے۔

### نواب صادق محمد خان عباسی والی ریاست بہاولپور کا جرأت مند اقدام

مقدمہ بہاولپور دراصل فسح نکاح کا قضیہ تھا جو قادیانیوں کے کفر پر منتج ہوا۔ مقدمے کا مختصر احوال یہ ہے کہ ریاست بہاولپور کی تحصیل احمد پور شرقیہ میں ایک شخص مسی عبدالرزاق مرزائی ہو کر مرتد ہو گیا۔ موصوف کی منکوحوہ غلام عائشہ بنت مولوی الہی بخش نے سن بلوغ کو پہنچ کر 24 جولائی 1926ء کو احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں اس بنیاد پر فسح نکاح کا دعویٰ دائر کیا کہ اس کا شوہر مرتد ہو گیا ہے۔ مقدمہ 1931ء تک ابتدائی مراحل طے کر کے پھر 1932ء میں ڈسٹرکٹ سول جج بہاولپور کی عدالت میں بغرض شرعی تحقیق واپس ہوا۔ آخر کار 7 فروری 1935ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔ انفرادی نوعیت کے اس مقدمے نے قادیانیت کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔

مذکورہ مقدمہ میں فاضل جج محمد اکبر خان فریقین کے دلائل اور علما کے بیانات سن کر ایک حتمی نتیجے پر پہنچ گئے تھے اور اس فتنہ سیدہ کی حقیقت ان پر آشکار اور روشن کی طرح واضح ہو چکی تھی، مگر فیصلے کا اعلان کرنے میں اس خیال سے متردد اور تذبذب کا شکار تھے، مبادا بقول علامہ شورش کشمیری، انگریز کے ایجنٹ اور خود ساختہ پودے کو غیر مسلم قرار دینے پر انگریزی حکومت ریاست بہاولپور کو نقصان نہ پہنچائے۔ جب یہ خبر والی ریاست بہاولپور نواب صادق محمد خان عباسی تک پہنچی تو انہوں نے جج محمد اکبر خان سے بغیر کسی خوف و خطر کے بانگ دہل یہ فرمایا: آپ قادیانیوں کو علی الاعلان غیر مسلم قرار دیں، اگر صادق کی ایک کیا، ہزار ریاستیں بھی سرکارِ مملکت کی ختم نبوت کے تحفظ میں قربان میں ہو جائیں تو یہ میرے لیے سب سے بڑی سعادت کی بات ہوگی اور مجھے کوئی پروا نہیں۔ دورانِ سماعت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نے جلال الدین شمس مرزائی چیلنج کیا کہ اگرچہ تو میں عدالت میں کھڑے ہو کر غلام احمد قادیانی کو براہ راست دوزخ میں جلتا ہوا دکھا سکتا ہوں، مرزائی کانپ اٹھے۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری اس فیصلے کے لیے اتنے بے تاب تھے کہ بیانات کی تکمیل کے بعد جب بہاولپور سے جانے لگے تو مولانا محمد صادق مرحوم سے فرمایا کہ اگر زندہ رہا تو فیصلہ خود سن لوں گا بصورت دیگر میری قبر پر آکر یہ فیصلہ سنا دینا۔ چنانچہ مولانا محمد صادق نے آپ کی اس وصیت کو پورا

کیا۔ جب 7 فروری 1935ء کو فیصلہ صادر ہوا تو مزائیت کے صحیح خدوخال آشکار ہو گئے۔ بلاشبہ پوری امت حج جناب محمد اکبر خانؒ کی مرہون منت ہے کہ انہوں نے کمال عدل و انصاف محنت و عرق ریزی سے ایسا فیصلہ لکھا کہ اس کا ایک ایک حرف قادیانیت کے تابوت میں کیل ثابت ہوا۔<sup>28</sup> یوں فسح نکاح سے متعلق یہ مقدمہ بلاخر احمدیوں اور قادیانیوں کے کفر پر منتج ہوا۔ حج محمد اکبر خانؒ لاری اڈا بہاولپور کے عقب میں واقع قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

### عقیدہ ختم نبوت اور حکومت پاکستان کی دستوری کاوشیں

رسول اللہ ﷺ نے عوام الناس کو نہ صرف مذہبی و سیاسی آزادی کا حق دیا بلکہ اجتماعی معاملات میں شوریٰ کا طریقہ وضع کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں اور مدینہ کے دیگر قبائل کے مابین جو میثاق کیا اس میں تمام قبائل کو نہ صرف مذہبی اور سیاسی آزادی دی بلکہ آخر وقت تک اس معاہدے کا پاس بھی رکھا۔<sup>29</sup> آپ ﷺ نے ایسا منظم معاشرہ قائم کیا جس سے بلا تخصیص مذہب و جنس سب فیض یاب ہوئے۔ مذہبی آزادی اور اسلام کی صلح جو فطرت کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ جس کا جو جی چاہے وہ کہتا چلا جائے۔ عقائد اسلام اور ارکان اسلام کے حوالے سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔

عقائد کی اصلاح اور تزکیہ نفس کے حوالے سے انفرادی ذمہ داریوں کی اہمیت اپنی جگہ لیکن اصلاح احوال کے لئے حکمران طبقہ اور حکومتی اداروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایسا منظم نظام وضع کریں کہ کسی کو مبادیات اسلام میں نقب لگانے کی جرات نہ ہو سکے۔ اگر حکومت اپنی ذمہ داری پوری کرے گی تو انفرادی سطح پر عوام میں اضطراب نہیں پایا جائے گا۔ انفرادی سطح کی نسبت حکومتی سطح پر کیے جانے والا کام ہی اہمیت رکھتا ہے لہذا اس ضمن میں

<sup>28</sup> حق و باطل (مقدمہ مرزائیہ بہاولپور) 1935ء، روداد، ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور، 1988  
Haqqa Bātil (Case of Mirzāiyya Bahawalpur) 1935, Rūdād, Publisher Islamic Book Foundation Lahore, 1988.

<sup>29</sup> عبد الملك بن هشام بن أيوب، السيرة النبوية، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية، ١٣٧٥هـ - ١٩٥٥م، ٩٥/٢  
Abdul Mālik bin Hishām bin Ayūb, Al-Sīra al-Nabawīyyah, Maktabahwa Matba'a Mustāfā Al-Babī Al-Halabīwa Aulāduhu, Egypt, Second edition, 1375 AH, 1955 AD, 2/95.

حکومت اسلامی کو ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔ اسی سلسلے میں حکومت پاکستان کی خدمات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

### پاکستان کا دستوری ڈھانچہ

اسلامی مملکت کے باشندے باشعور ہوں اور اپنے دین سے محبت کرتے ہوں گے تو قانون سازی کے وقت یہ سب شعور و آگہی ایک عکس کی صورت میں سامنے آئے گا۔ جمہوری ملک میں حکمرانوں سے غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور وہ خلاف قانون کاموں میں بھی ملوث ہو سکتے ہیں۔ دستور پاکستان میں اس بات کی ضمانت موجود ہے کہ پارلیمنٹ قرآن و سنت سے متصادم قانون سازی نہیں کر سکتی۔ عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کو قرآن و سنت سے متصادم قانون سازی کو کالعدم قرار دینے کا اختیار ہے۔<sup>30</sup> اسلامی نظریاتی کونسل کی صورت میں آئینی ادارہ موجود ہے جو دستور سازی اور مروجہ قوانین سے متعلق حکومت کو سفارشات پیش کرنے کی پابند ہے۔<sup>31</sup> کونسل اپنے دستوری فرائض دیا نائٹس انجام دے رہی ہے لیکن شومی قسمت حکومت نے اسلامی نظریاتی کونسل کی کسی رپورٹ کو بھی سنجیدگی سے نہیں لیا۔ موجودہ صورتحال میں میڈیا اور عدلیہ کے فعال ہوتے ہوئے اسلام کے اصول و مبادی کے منافی قانون سازی کی جسارت مشکل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے تو غیر مسلم علاقوں میں بھی دعوت اور اصلاح معاشرہ کا طریقہ اختیار کیا۔ آپ ﷺ نے دعوت عام کے ذریعے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنایا۔ ریاست مدینہ کی بنیاد جبر یا عسکری مہم جوئی کے ذریعے نہیں بلکہ تمام فریقوں کی مشاورت پر مبنی میثاق مدینہ کے ذریعے رکھی گئی اور اس طرح آپ ﷺ انقلابی تبدیلی لے آئے۔ جب غیر مسلموں کے ساتھ ایسا معاملہ ہے تو مسلمانوں کی آبادی میں تو بدرجہ اولیٰ اسی دعوت اور اصلاح احوال کا راستہ مستحسن ہے۔ حکمران جب تک معصیت کا حکم نہیں دیتے عوام کے پاس تبدیلی کا واحد راستہ پر امن جدوجہد ہے۔ اس جدوجہد میں وعظ نصیحت سے لیکر حکومت کے غلط طرز عمل کے خلاف رائے عامہ کی ہمواری، پر امن احتجاج اور بالآخر اقتدار سے علیحدگی کی کوشش بھی شامل ہے۔ دستور پاکستان میں حکمران کی تبدیلی سے لیکر معزولی تک کا طریقہ کار بالکل واضح انداز میں درج ہے۔<sup>32</sup> لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان کا دستوری ڈھانچہ قرآن و سنت کی بالادستی اور استوار ہے۔

<sup>30</sup> Government of Pakistan, The Constitution of The Islamic Republic of Pakistan, PLD Publishers, Preamble

<sup>31</sup> Ibid, Article 230

<sup>32</sup> Ibid, Article 41-47

مذکورہ تناظر میں ختم نبوت سے متعلق قانون سازی شاہراؤں کی بجائے دستوری طریقے کے مطابق دستور ساز اسمبلی میں ہونی چاہیے۔

### تعزیرات پاکستان میں توہین رسالت کی مجوزہ سزا

پاکستان میں اگرچہ قوانین موجود ہیں تاہم ان قوانین کی مؤثر عملی تفسیر کی ضرورت ہے۔ دستوری قوانین کی مختصر روداد یہ ہے کہ 1984ء میں جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں قومی اسمبلی نے قانون منظور کیا جس کے تحت فرقہ احمدیہ کا خود کو مسلمان کہنا اور مخصوص اسلامی اصطلاحات کا استعمال ممنوع قرار پایا۔ اس قانون کے ذریعہ تعزیرات پاکستان کی شق 298 میں دو ذیلی دفعات کا اضافہ کیا گیا جن کے مندرجات حسب ذیل ہیں۔

• 298-B تعزیرات پاکستان کی اس دفعہ کے مطابق احمدی پاکستان میں مرزا غلام احمد کی بیوی کو ام المومنین، گھر والوں کو اہل بیت، پیروکاروں کو صحابی اور جانشین کو خلیفۃ المسلمین کہنا جرم ہے۔

• 298-C مذکورہ دفعہ میں قرار دیا گیا ہے کہ احمدی یا لاہوری گروہ اپنے آپ کو براہ راست یا بالواسطہ مسلمان کہیں یا اپنی مذہب کو اسلام کہیں یا اپنے مذہب کی اشاعت یا تبلیغ کریں یا کسی بھی طریق پر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کریں تو ان سب صورتوں میں تین سال تک قید اور جرمانہ کے مستحق ہوں گے۔<sup>33</sup>

1974ء میں وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں احمدیوں، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ 30 جون کو ایک قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد جمع کرائی گئی جس کے نتیجے میں 6 ستمبر 1974ء کو اسے ایک قانونی شق کی حیثیت دے دی گئی۔ دوسری آئینی ترمیم کے اس حصے میں احمدیوں کو واضح طور پر آئین پاکستان نے غیر مسلم قرار دیا ہے۔ قبل ازیں عوام الناس اس مسئلے کی سنگینی سے ناواقف تھے، لیکن جب انہیں عدالت کے روبرو احمدی نمائندوں کے قول و قرار سے اصل صورت حال کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے ایمان کی حفاظت کے سلسلے میں سنجیدہ ہو گئے۔ بالآخر مرزا ناصر سے ایک سوال ہوا کہ اگر کبھی دنیا میں کہیں تم لوگوں کی حکومت قائم ہو جائے تو تم غیر احمدی کلمہ گو مسلمانوں کو وہاں کس درجے میں رکھو گے تو اس نے جواب دیا کہ ہم انہیں اقلیت سمجھیں گے۔ اس طرح انہیں کے وضع کردہ اصول کے مطابق احمدیوں اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

<sup>33</sup> Pakistan Penal Code XLV OF 1860 ,Sec 298 , Mansoor Book House  
Lahore,1995 ,Page 294

قادیانیوں نے بنیادی انسانی حقوق کو بنیاد بنا کر سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی کہ انہیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچنے اس کیس کی سماعت کی۔ فریقین کے دلائل سننے کے بعد فاضل جج صاحبان کا کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی کے حقوق سلب ہوتے ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ کے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار کی رو سے کوئی قادیانی خود کو نہ مسلمان کہلواسکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔<sup>34</sup>

قادیانیوں کو سرکاری طور پر غیر مسلم قرار دے دیا گیا جس سے نہ صرف ملک پاکستان بلکہ دنیا بھر کے سامنے قادیانیوں کا دجل و فریب سامنے آیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت عقیدہ ختم نبوت کے قانون کے تحفظ کیلئے ٹھوس اقدامات کے ساتھ ساتھ سرکاری سطح پر عقیدہ ختم نبوت کا شعور اجاگر کرے اور عقیدہ ختم نبوت کے فروغ و اشاعت اور ردِ قادیانیت کے لئے سرکاری سطح پر انتظامات کئے جائیں۔

### قانون شہادت کا دائرہ کار اور توہین رسالت کا قانون

قانون سازی اور پالیسی قیادت کا کام ہے لہذا حکومت کو چاہیے کہ ختم نبوت کے سلسلے میں پالیسی وضع کرے اور مؤثر قانون سازی کرے۔ عوام الناس کو بھی حکومتی پالیسی پر کار بند رہتے ہوئے قوانین کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے۔ صائب الرائے طبقہ بالخصوص محراب و ممبر سے وابستہ افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس میں یہ شعور بیدار کریں کہ جرم سزا کا تعین عدالتی اور حکومتی ذمہ داری ہے۔ توہین رسالت کے حوالے سے ملک پاکستان میں عوام الناس کا عمومی طرز عمل گذشتہ چند سالوں سے انتہائی تشویش ناک ہے۔ متعدد مواقع پر توہین رسالت کی آڑ میں ذاتی بغض و عداوت کے مظاہر کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

دستور پاکستان میں عقائد اسلام کے دفاع اور آبیاری کے لئے رہنما اصول موجود ہیں تاہم ان قوانین کو مزید مؤثر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ملک میں اس حوالے سے شکوک و شبہات جنم نہ لیں۔ توہین رسالت سے متعلق

34 SCMR 1993, Page 1718, مقدمہ ظہیر الدین بنام سرکار  
SCMR 1993, Petition Zahir-ud-Din Versus Government, Page 1718.

قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ قانون شہادت کو مؤثر انداز میں لاگو کیا جائے۔ تہمت سے متعلق نہ صرف قانون شہادت کی دفعات کو مزید سخت کرنے کی ضرورت ہے بلکہ تعزیراتِ پاکستان میں مذکورہ دفعات میں ایک اور دفعہ کا اضافہ کرنے کی اشد ضرورت ہے جس میں توہینِ رسالت کے قانون کا غلط استعمال کرنے والوں کے لئے قرار واقعی سزا تجویز کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ اور ان سے منسوب اشیاء و افعال سے محبت ایمان کا تقاضا ہے اور عین دین ہے تاہم جھوٹے الزامات لگا کر چوک چوراہوں میں خود قوانین کی تفسیق کرنے والوں کے خلاف سخت قانون سازی کی ضرورت ہے۔ قوانین کی تفسیق سے متعلق سیرت طیبہ میں خاصا واقع مواد موجود ہے جس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

### فکری و نظری اساس کے استحکام میں ذرائع ابلاغ کا کردار

عصر حاضر کی ہمہ گیر ترقی کے اس دور میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت و افادیت مسلمہ ہے اور موجودہ انسانی زندگی میں جو شعبے اپنے تاثرات کے اعتبار سے بہت اہم ہیں ان میں یہ شعبہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ عملی زندگی میں یہ حقیقت مسلم ہوتی جا رہی ہے کہ ذرائع ابلاغ ریاست کا چوتھا ستون ہے۔ ذرائع ابلاغ کسی بھی معاشرے کے اجتماعی مزاج کو بناتے اور بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ فکرو عمل کی آزادی اور اظہارِ رائے کی آزادی کا باب ذرائع ابلاغ کی آزادی کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اسلامی نظریہ ابلاغ میں جہاں ذرائع ابلاغ کو اظہارِ رائے کی آزادی دی گئی ہے، وہاں اس کو بہت سی اخلاقی شرائط اور سماجی و معاشرتی قوانین کا پابند بھی بنایا گیا ہے۔ اگر اظہارِ رائے کی آزادی کی آڑ میں ذرائع ابلاغ کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو یہ ایمانیات کے ساتھ انسانوں کی اخلاقیات کو بھی پامال کر دے گا۔ لہذا ذرائع ابلاغ پر اتنی قدر غن ضرور عائد کی جانی چاہئے کہ وہ ایسی باتوں کی تشہیر نہ کریں جو مفادِ عامہ اور اسلامی اقدار کے منافی ہو اور جس سے دوسروں کی دل آزاری یا دیگر ادیان و ملل کی تحقیر ہو۔

اسلام کے نظریہ ابلاغ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ایک مرکزی تصور ہے۔ امت مسلمہ کے ہر فرد پر یہ فرائض عائد کیا گیا ہے کہ وہ برائی کی روک تھام اور نیکی کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرے۔ درحقیقت امر بالمعروف و نہی عن المنکر مسلمانوں کا مقصد حیات ہے۔ مختلف معاملات و مسائل کے بارے میں اختلاف رائے اور بحث الگ بات ہے اور دینی اور قومی مسلمات کے بارے میں شکوک و شبہ پیدا کرنا اور ان کو اختلافی بنانا یکسر مختلف معاملہ ہے۔ عقائد اسلام، ملک کی نظریاتی بنیاد، استحکام، بقاء اور عوام میں یکجہتی ایسے مسلمات ہیں جن کے بارے میں اختلاف رائے خارج از بحث تصور ہونے چاہیں۔

## تلخیص مقالہ

عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا ایک غیر متزلزل اور متفق علیہ عقیدہ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری رسول اور نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد اب تو نہ کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی نیا رسول آئے گا اس پر قرآن حکیم کی آیات بھی دلیل ہیں اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین بھی دلیل ہیں۔ اس عقیدہ کو مان لینے اور قبول کر لینے سے دین میں ہر قسم کے بگاڑ کا راستہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے کیونکہ جناب محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا معنی یہ ہوا کہ دین مکمل ہو چکا ہے اور قیامت تک کے لئے یہی دین ہے، جس میں کسی کمی اور بیشی کا تصور تک نہیں ملتا۔

خاتم النبیین ہونے کا یہ مفہوم اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے کہ اب اللہ کی طرف سے دین کے حوالے سے نہ کوئی نئی بات آئے گی نہ کوئی تبدیلی واقع ہوگی اور نہ ہی کوئی کمی و بیشی رونما ہوگی، دین میں بگاڑ کا دروازہ ختم نبوت کے ذریعے بند کر دیا گیا ہے۔ دین میں بگاڑ کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، مثلاً: قرآنی آیات کا غلط معنی بتانا، حدیث کی غلط توضیح کرنا، حدیثوں میں من گھڑت احادیث داخل کرنا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بھی گمراہ ہوئے چاہے وہ کسی بھی بنیاد پر گمراہ ہوئے انہوں نے اپنی گمراہی کو ثابت کرنے کے لئے نہ صرف قرآن حکیم میں تحریف کا راستہ اختیار کیا بلکہ احادیث مبارکہ میں بھی من پسند تاویلات کا اور تحریفات کا دروازہ کھولا۔ لیکن ان سب سے بُرا راستہ اور دین میں بگاڑ کا خطرناک ترین اقدام جھوٹی نبوت کا دعویٰ ہے۔ نبوت کے اعلان کے بعد مدعی نبوت جو دل میں آئے وہ کر لے، وہ تعلیمات و ہدایات جو پہلے سے دین میں موجود ہیں وہ ان میں سے جسے چاہے منسوخ کر دے اور جس طرح چاہے تبدیلی کر دے۔

توہین رسالت سے متعلق قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ قانون شہادت کو موثر انداز میں لاگو کیا جائے۔ حدِ قذف کے دائرہ کار میں توہین رسالت کو شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ تہمت سے متعلق قوانین کو مزید سخت کرنے کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور ان سے منسوب اشیاء و افعال سے محبت ایمان کا تقاضا ہے اور عین دین ہے تاہم جھوٹے الزامات لگا کر چوک چوراہوں میں خود قوانین کی تنفیذ کرنے والوں کے خلاف سخت قانون سازی کی ضرورت ہے۔

## تجاویز و سفارشات

1. ختم نبوت سے متعلق منتشر قوانین کو یکجا کرنے کے اشد ضرورت ہے۔

2. ختم نبوت سے متعلق قوانین کو تعزیرات پاکستان کی بجائے دستور پاکستان میں ضم کر کے مؤثر شکل دی جائے۔
  3. توہین رسالت ﷺ سے متعلق عالمی قوانین کو تعزیرات کی بجائے بنیادی انسانی حقوق کے میں شامل کیا جائے۔
  4. باقاعدہ حکومتی پالیسی کے تحت ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام الناس میں ختم نبوت کا شعور اجاگر کیا جائے۔
  5. نصاب تعلیم کو اسلامی تشخص کے مطابق مرتب کر کے اس میں مبادیات دین شامل کرنے کی ضرورت ہے۔
  6. اظہار رائے کے نام پر بنیادین مذاہب کی توہین کو روکنے کے لئے مؤثر قانون سازی کی ضرورت ہے۔
  7. عالمی سطح پر ایسے قوانین وضع کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمان رشدی جیسے شخص کو کوئی ملک پناہ نہ دے۔
  8. مسلم ممالک کو ختم نبوت اور توہین رسالت سے متعلق اجتماعی پالیسی وضع کرنے کی ضرورت ہے۔
  9. ذرائع ابلاغ کے ذریعے ختم نبوت سے متعلق عدالتی فیصلہ جات کی تشہر کرنے کی جانی چاہیے۔
  10. ختم نبوت سے متعلق قانون سازی شاہراؤں کی بجائے دستوری طریقے کے مطابق ہونی چاہیے۔ الزامات لگا کر چوک چوراہوں میں خود قوانین کی تفسیر کرنے والوں کے خلاف سخت قانون سازی کی ضرورت ہے۔
- مذکورہ بالا نکات پر عمل کر کے امت مسلمہ ایک بار پھر اسلام کے حیات بخش نظام کے قیام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے متحد اور سرگرم عمل ہو سکتی ہے اور چمن میں اس کی روشنی ہوئی بہار واپس آسکتی ہے۔

صَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا



This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License